ڈاکٹر اختر مہدی
جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

ایران امریکی دھمکیوں کے سایہ میں

ایران اور امریکہ کے درمیان باہمی روابط کی تاریخ ہمیشہ غیر معمولی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ سابقہ شاہی دور حکومت میں دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعلقات کی گہرائی کا یہ عالم تھا کہ ایران کو امریکی سرپرستی میں کام کرنے والی دفاعی تنظیم NATO کی رکنیت حاصل تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی ملک ایران کے خلاف سرحدی تجاوز کرتا ہے تو اس کو جملہ NATO ممبر ملکوں کے خلاف حملہ تصور کیا جائے گا اور یہ سبھی ممالک حملہ آور ملک کے خلاف جنگ کرنے میں ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں گے۔ سماجی اور اقتصادی تعلقات کی نوعیت یہ تھی کہ ہزاروں امریکی مشاورین ایران میں زندگی بسر کر رہے تھے اور CAPITULATION ACCORD کے تحت ان لوگوں کو بقول امام خمینیؒ یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر کوئی امریکی باورچی ایران کے بڑے سے بڑے جید عالم یا سماجی رہنما کے ساتھ بداخلاقی اور بے احترامی کا سلوک کرے تو ایرانی عوام کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ ایران کی کسی عدالت میں اس کے خلاف عدالتی کارروائی کر سکیں بلکہ امریکی شہری چاہے کتنے ہی سنگین جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو اس کے خلاف مقدمہ صرف امریکی عدالت میں ہی قائم کیا جا سکتا تھا اور دونوں ملکوں کے درمیان ثقافتی روابط کا یہ عالم تھا کہ تہران مغربی تہذیب وتمدن کا گہوارہ سمجھا جاتا اور اگر کسی کو سیر وسیاحت کا شوق پیدا ہوتا تو وہ پیرس کے بجائے تہران چلا جاتا تھا جہاں عریانیت وبرہنگی کا بازار گرم تھا۔ تہران کی سڑکوں پر نیم برہنہ اور ہوٹلوں میں برہنہ جسموں کی نمائش ایرانی عوام کی سماجی زندگی کا معمول بن چکی تھی اور اگر سڑک پر کوئی باحجاب خاتون دکھائی دے جاتی تو اس کا نقاب نوچ کر پھینک دیا جاتا تھا اور اگر کوئی مرد مومن

مزاحمت کی کوشش کرتا تو پولیس اسے قید خانہ میں ڈال دیتی تھی۔ مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ سرزمین ایران میں اسلام ماضی کی داستان بن چکا تھا۔ حکومت کو اللہ اس کے رسول، ائمہ معصومین اور صاحبان امر کی رضا وخوشنودی اور اطاعت فرمانبرداری کی ہرگز پرواہ نہ تھی بلکہ ہر ایک کی دلی خواہش تھی کہ امریکی افسران اُس سے ناراض نہ ہونے پائیں چنانچہ جب شاہی حکومت نے ایرانی شہنشاہی کی ڈھائی ہزار سالہ سالگرہ منائی تو فرانس کی مشہور شراب ساز کمپنی سے ڈھائی ہزار ایسی بوتلیں منگوائیں جو ہر اعتبار سے انفرادیت کی حامل تھیں۔

ایسے اسلام دشمن اور امریکہ نواز ماحول میں ایران میں فروری ۱۹۷۹ء میں کسی اسلامی انقلاب کی کامیابی صاحبان بصیرت کے لئے کسی معجزہ سے کم نہ تھی۔ چنانچہ چودہ سال تک جلا وطنی کی زندگی بسر کرنے کے بعد جب امام خمینی نے اقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں سنبھالی اور ان کے سامنے تشکیل حکومت کی تجویز رکھی گئی تو انھوں نے بڑی قاطعیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ایران میں جو حکومت قائم ہوگی اس کا ڈھانچہ 'فقط جمہوری اسلامی، نہ یک حرف کم نہ یک حرف زیاد' پر منحصر ہوگا ملک میں نئے آئین کی تدوین عمل میں آئے گی تو دنیا میں رائج امریکی یا برطانوی آئین کے مطابق نہیں بلکہ ملک کا آئین تو قرآنی احکام اور احادیث وسیرت رسول پر مبنی ہوگا۔ انھوں نے ملک کی تمام علمی درسگاہوں اور اسکولوں وکالجوں کو ایک سال کے لئے بند رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات پر مبنی نصاب درس ترتیب دینے کا حکم دیا اور اپنے مختلف بیانات کے ذریعہ ایرانی قوم کو یہ پیغام دیا کہ دنیا کی بڑی طاقتوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ کی سب سے بڑی طاقت پر بھروسہ کرو۔ مشرق ومغرب کی یہ عظیم طاقتیں تمھیں فائدہ پہونچانے والی نہیں ہیں بلکہ یہ تو اپنے مفاد ومصالح کی نگہبانی میں لگی ہوئی ہیں۔ امریکہ اور سوویت یونین سے ایران کو نقصان کے علاوہ کچھ حاصل ہونے والا نہیں۔ امام خمینی کی تقریروں کے جواب میں ایران کے ہر گوشے سے ''امریکہ مردہ باد'' کے نعرے بلند ہوگئے۔ تہران میں واقع اسرائیلی سفارت خانہ ہمیشہ کے

لئے بند ہوگیا اور اس عمارت میں فلسطین مظلوموں کا سفارت خانہ قائم ہوگیا۔ اس طرح برسوں سے چلے آرہے ایران امریکہ دوستانہ روابط ختم ہوگئے اور امریکہ ایران دشمنی پر کمر بستہ ہوگیا۔

امریکی حکومت نے صدام کو اس بات کے لئے آمادہ کیا کہ وہ ایران پر فوجی حملہ کردے۔ چنانچہ امریکہ اور عرب ملکوں کی حمایت سے ایران پر جنگ مسلط کردی گئی اور یہ جنگ آٹھ سال تک جاری رہی اور اس جنگ کے دوران داخلی سطح پر ہر اعتبار سے ایران میں دہشت گردانہ حوادث بھی رونما ہوئے۔ ایک طاقتور بم دھماکہ میں ایران کی پارلیمنٹ اڑادی گئی جس میں ۷۲ سے زیادہ ایرانی رہنما شہید ہوگئے۔ دوسرے دھماکے میں ایران کے صدر اور وزیر اعظم محمد علی رجائی اور محمد جواد باہنر کی شہادت ہوگئی اور آئے دن مساجد کے ائمہ جمعہ و جماعات کو دہشت گردانہ طور پر قتل کیا جانے لگا۔ ایران کے موجودہ مذہبی رہنما آیت اللہ سید علی خامنہ ای اور آیت اللہ رفسنجانی بھی بم دھماکوں میں غیر معمولی طور پر مجروح ہوچکے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود ایران نے امریکی دھمکیوں یا دہشت گردانہ حرکتوں کے خلاف کبھی سرتسلیم خم نہیں کیا۔ ساری دنیا حیران ہے کہ آخر وہ کونسی چیز ہے جس نے ایران کو اتنا طاقتور بنادیا ہے کہ وہ دنیا کی اکلوتی بڑی طاقت کو خاطر میں نہیں لاتا اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کچھ اس انداز میں گفتگو کرتا ہے جیسے وہ خود بھی خفیہ طور پر بڑی طاقت بن گیا ہو۔

مادیت پرستی کی دوڑ میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے میں ہمہ تن سرگرم اس دنیا کے تمام ماہرین سیاست کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایران کس کی طاقت کے بل بوتے پر امریکی دھمکیوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ آخر کار امریکی ماہرین نے دنیا والوں کو یہ باور کرانے کی کوشش شروع کردی کہ ایران ایٹمی طاقت کی پیداوار میں لگا ہوا ہے اور امریکہ اور اسرائیل کی طرح ایران بھی جوہری بم بنانا چاہتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بفرض محال اگر ایران ایسا چاہتا ہے تو اس میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کہاں سے ہوتی ہے۔ آخر وہ کون سا بین الاقوامی قانون ہے جس کی

روشنی میں امریکہ، اسرائیل، روس چین۔ پاکستان وغیرہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایٹمی اسلحہ تیار کرسکتے ہیں لیکن ایران ایسا نہیں کرسکتا۔ وہ کون سا ایسا جرم ہے جس کی سزا میں ایران کو اپنے دفاعی پروگرام کو مستحکم کرنے سے روکا جارہا ہے؟ چلئے آپ عالمی گاؤں کے چودھری ہیں اور آپ یہ کہہ رہے ہیں ایران یہ اسلحہ نہ بنائے ٹھیک ہے۔ آپ کی یہ بات سر آنکھوں پر۔ ایران باربار یہ اعلان کررہا ہے کہ مہلک اسلحوں کی تیاری سے ہمارا کوئی سروکار نہیں ہے البتہ ہم صلح آمیز مقاصد کی تکمیل کے لئے ایٹمی توانائی پروگرام کی ترقی میں سرگرم ہیں اور ہم عالمی ایٹمی اداروں کی مکمل نگرانی کے سایہ میں یہ کام جاری رکھنا چاہتے ہیں جب بعض صلح پسند یورپی ممالک نے ایران کو اس بات پر راضی کرلیا کہ وہ اس صلح آمیز ایٹمی توانائی پروگرام کو کچھ دنوں کے لئے ملتوی کردے تو ایران نے ان کی یہ تجویز بھی قبول کرلی لیکن اسکے باوجود امریکہ یہ دباؤ ڈال رہا ہے کہ ایران ہمیشہ کے لئے اس پروگرام کو ترک کرنے کا اعلان کرے ورنہ ایران پر حملہ کرسکتا ہے۔

جہاں تک ایرانی موقف کا سوال ہے یہ ایران کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے امریکی دھمکیوں کے سایہ میں زندگی بسر کرنا ایرانی عوام کی زندگی کا معمول بن گیا ہے۔ اور جس عظیم طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے ایرانی عوام اور حکومت امریکہ سے مرعوب نہیں ہوتی وہ اللہ کی لازوال طاقت ہے۔ رہبر انقلاب امام خمینی نے ایرانی عوام کو اسلام کے بنیادی اور ٹھوس عقیدہ کا پیرو بنادیا ہے انھوں نے محض تقریر کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ عملی طور پر پیش کئے گئے نمونوں کے ذریعہ یہی پیغام دیا کہ کائنات کا حاکم مطلق خداوند عالم ہے۔ اللہ کی اس مملکت میں صرف الٰہی قوانین کی حاکمیت ہونی چاہئے۔ موجودہ امریکی دھمکی سے نپٹنے کے لئے بھی انھوں نے ایک عملی نمونہ پیش کیا تھا۔

ایران عراق جنگ کے دوران امریکی صدر جمی کارٹر کے صدراتی چناؤ کا وقت آگیا۔ اس وقت ایران میں واقع امریکی سفارتخانہ پر ایرانی طلباء کا قبضہ تھا اور امریکی سفارت کاروں

کو جاسوسی کے جرم میں یرغمال بنا لیا گیا تھا۔ عالمی سیاسی ماہرین کا یہ اندازہ تھا کہ اگر ایران میں مقید امریکی یرغمالیوں کو آزادی مل جائے تو کارٹر چناؤ جیت جائیں گے۔ ایران نے اس سلسلے میں ہر سیاسی دباؤ کا منفی جواب دیا۔ آخر کار امریکی حکومت نے ایران کے خلاف فوجی کارروائی کا فیصلہ کرلیا۔ اور یہ طے پایا کہ حسینیہ جماران سے امام خمینی کا اغوا کرلیا جائے۔ چنانچہ امریکہ کے تین فوجی ہیلی کاپٹر اس مشن کو پورا کرنے کے لئے ایران کی طرف روانہ ہوگئے جب یہ ہیلی کاپٹر ایران کی سرحد میں داخل ہوئے تو ایرانی فوج نے امام خمینی کو امریکی منصوبے سے آگاہ کرتے ہوئے انھیں یہ مشورہ دیا کہ '' وقتی طور پر آپ کو محفوظ جگہ پر منتقل کردیا جائے۔'' امام خمینی نے اس تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے یہ جواب دیا کہ تم لوگ اپنا کام کرو۔ جس خدا پر میرا ایمان ہے وہ پتھر کی چھوٹی کنکویوں کے ذریعہ اپنے گھر کی حفاظت اس انداز سے کرتا ہے کہ اس دور کی سب سے بڑی طاقت یعنی ابرھا کے لشکر کو نیست ونابود کردیتا ہے۔ ایرانی فوجی حکام امام خمینیؒ کے اس جواب کو سن کر خاموش ہوگئے لیکن ہر آدمی بے چین ضرور رہا۔

جب یہ ہیلی کاپٹر طبس نامی ایران کے ریگستانی علاقہ میں داخل ہوئے تو ایک حیرت انگیز ریگستانی طوفان رونما ہوا اور یہ تینوں امریکی ہیلی کاپٹر آپس میں ٹکرا کر چکنا چور ہوگئے اور ساری دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو لوگ خداوند عالم کی لازوال طاقت پر اٹوٹ عقیدہ کے حامل ہیں ان کی حفاظت کا اہتمام بھی الٰہی صفات کا حامل ہوتا ہے۔

موجودہ امریکی دھمکیوں کا انجام کیا ہوگا؟ کیا ایران اس اکلوتی عالمی طاقت کے فوجی حملات کو تحمل کرسکے گا اور کیا عالمی تنظیمیں اس دھمکی کے سلسلے میں کوئی عملی قدم اٹھائیں گی؟ یہ ایسے سوال ہیں جن کا جواب میرے بس کی بات نہیں ہے لیکن اس سوال پر غور وفکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عراق، افغانستان، مقبوضہ فلسطین اور دنیا کے دیگر ملکوں میں مسلم کشی اور اسلام دشمنی کو مختلف رنگ وروپ میں پوشیدہ رکھنے والا امریکہ اسلامی جمہوریہ ایران پر اپنے غیر قانونی

حملوں کو اسلام دشمن حملہ کہلانے سے کیسے روک سکتا ہے۔ بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ درحقیقت ایران کے خلاف امریکی دھمکی کا بنیادی سبب یہی ہے کہ ایران نے گذشتہ ۲۵ برسوں کی اسلامی حکومت کے ذریعہ عملی طور پہ یہ ثابت کردیا ہے کہ اسلام ہر دور کے تمام انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے البتہ بنیادی شرط یہ ہے کہ اسلامی صلاحیتوں کو پرکھنے کے لئے اسلامی قدار اور کسوٹی کا استعمال کیا جائے۔ جہاں فقط باطل پہ ظاہری فتح و کامیابی کو ہی کامیابی کے نام سے تعبیر نہیں کیا جاتا بلکہ ظاہری کمزوری کو ''فتح مبین'' اور اپنے خون سے سرزمین کربلا کی آبیاری کرنے والے کو شہید اعظم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مولانا محمد علی جوہر کی زبان میں یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

❁❁❁